امام ذہبی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک رسالہ

النصيحة الذهبية

پر ایک نظر

مرتب

مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی
استاد الحدیث دار العلوم مدنیہ کراچی و دار العلوم رحمانیہ کراچی
و مدرسہ زید بن ثابتؓ امام و خطیب جامع مسجد علامہ شبلی نعمانیؒ

ناشر

جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ

عرض مولف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قارئین کرام! شیخ الاسلام حجۃ الاسلام آیۃ من آیات اللہ امام ابن تیمیہؒ تاریخ اسلام کے ایک روشن علمی باب ،قدر آور شخصیت گزرے ہیں بقول امام زملکانیؒ سات صدیوں کے آسمان نے امام بن تیمیہؒ جیسی شخصیت نہ دیکھی بلکہ خود امام ابن تیمیہؒ نے بھی اپنا جیسا عالم نہ دیکھا ہو گا (الرد الوافر) امام ابن تیمیہؒ چونکہ اجتہاد کے درجہ پر فائز تھے لہذا بعض مسائل میں کسی امام کی تقلید کے بجائے اپنے اجتہاد سے قرآن و سنت کی روشنی میں جن مسائل کو حق سمجھا اسے بیان کیا اور اسی سبب انہوں نے بعض مسائل میں جمہور سے الگ تفرد کی راہ اختیار کی جیسا کہ توسل کا مسئلہ (اگرچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ کی تحقیق یہ ہے کہ امام ابن تیمیہؒ علی الاطلاق توسل کے منکر نہیں)خاص روضہ رسول ﷺ کی زیارت کیلئے سفر (مطلقا روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے امام ابن تیمیہؒ منکر نہیں) بقول امام ابن حجر و علامہ نبہانی اس قسم کے مسائل میں امام ابن تیمیہؒ کی جمہور سے الگ راہ اپنانا معاذ اللہ کسی خواہش نفسانی اور اہدام دین کے جذبہ کے تحت نہیں تھی بلکہ ان کا مقصد خالص اللہ کی رضا اور قرآن و سنت کے صحیح فہم کو پانا تھا لہذا باوجود اس راہ میں غلطی پر وہ ایک اجر کے مستحق ہیں۔(شواہد الحق)

اہل بدعت خصوصا روافض کے خلاف چونکہ امام ابن تیمیہؒ نے ایک بڑا علمی ذخیرہ چھوڑا ہے لہذا روافض و ان کے ہم نوا یعنی بریلوی شروع دن سے امام ابن تیمیہؒ سے تعصب کی حد تک نفرت کرتے ہیں بلکہ ان کی تکفیر و تضلیل میں بھی کسی قسم کی حیا نہیں کرتے جو ان حضرات کا عام وطیرہ ہے۔ جبکہ دوسری طرف اہل السنۃ والجماعۃ احناف اکابر دیوبند امام ابن تیمیہؒ کے تفردات سے جہاں ایک طرف لاتعلقی کا اعلان کرتے ہیں وہاں دوسری طرف ان کی علمی عظمت، وجاہت، دین کیلئے خدمات و قربانیوں کا کھلے بندوں اقرار کرتے ہوئے انہیں اس امت کے اولیا اللہ و اکابر میں سے مانتے ہیں۔

انسان کی یہ فطرت ہے کہ تعصب ضد و عناد کی اخلاقی برائیوں میں مبتلا ہونے کے بعد وہ حق و سچ کا دامن بڑی مشکل سے تھام پاتا ہے افراط و تفریط کی پر خطر گھاٹیوں میں سے سلامتی کے ساتھ گزرنا اس کیلئے جوئے شیر لانے کے مترادف ہو جاتا ہے۔ یہی حال اہل بدعت کا ہے وہ امام ابن تیمیہؒ کو بدنام کرنے کیلئے ہر جھوٹ، کذب بیانی، تاریخی اکاذیب بے سند و بے سروپا واقعات کو ان کی طرف منسوب کرنے میں ذرا بھی حیا نہیں کرتے کچھ عرصہ پہلے امام ابن تیمیہؒ کے متعلق ان اہل بدعت کا ایک مضمون میری نظر سے گزرا تھا جس میں ایک کتاب ''النصیحة الذہبیة'' کو امام ذہبیؒ کی طرف منسوب کر کے امام ذہبیؒ کی طرف سے امام ابن تیمیہؒ پر تبدیع و تضلیل کی تہمت لگائی گئی تھی بندہ نے اس مضمون کا الحمدللہ تفصیلی جواب لکھا اور اس میں اس کتاب کی نسبت امام ذہبیؒ کی طرف مبنی بر جھوٹ قرار دی۔ اب بعض حضرات نے اس کے جواب میں جو اپنی نسبت دیوبند ہی کی طرف کرتے ہیں ایک مختصر مضمون لکھ کر بندہ کی طرف بھیجا ہے جس میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ کسی طرح اس کتاب کی امام ذہبیؒ کی طرف نسبت کو صحیح قرار دے دیا جائے بندہ اس مختصر رسالہ میں اسی مضمون کا جائزہ لے گا۔

ساجد خان نقشبندی

۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ

۲۱ مئی ۲۰۲۴ء

ضروری وضاحت

یہ کتاب و مضمون نامکمل ہے علامہ صاحب کسی وجہ سے اب تک اسے مکمل نہ کر سکے اور نہ اس پر نظر ثانی کر سکے ہمارے شدید اصرار پر انہوں نے یہ مضمون نامکمل ہی ہمارے حوالے کر دیا جو اس حال میں بھی فائدہ سے خالی نہیں جس کی بنا پر اسے شائع کیا جا رہا ہے۔

اس رسالہ کی نسبت امام ذہبیؒ کی طرف روایۃ درست نہیں

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

"اگر وہ سند صحیح واجب الاعتماد سے ثابت نہیں ناقل پر مردود ہے"۔۔۔اور یہ تواتر نہیں کہ کوئی نسخہ کسی کی طرف منسوب کسی الماری میں ملا چھاپے نے اسے چھاپ کر شائع کر دیا کہ اس کی مثال تو ایسی ہے کہ کوئی مجہول ناشاختہ بازار میں کوئی بات منہ سے نکالے اور اسے ہزار آدمی سنیں اور نقل کریں ناقل ہزار نہیں لاکھ سہی منتہائے سند تو ایک فرد مجہول ہے تو تواتر تو درکنار صحت ہی نہیں"۔

(فتاوی رضویہ جلد ۲۲، ص)

خان صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کسی کی طرف کوئی بات منسوب کرنے کیلئے سند واجب الاعتماد یا تواتر درکار ہے۔

مولانا طارق انوار مصباحی رضاخانی لکھتے ہیں:

"ایسی صورت میں جب کوئی عبارت قابل اعتراض ہو تو اس کی نسبت مولف کی طرف کیسے ہو سکتی ہے جب مکمل مخطوطہ کی نسبت ظنی ہے"۔

(حکیم ترمذی اور مسئلہ ختم نبوت، ص ۳۴)

معلوم ہوا کہ "ظنی" کی بنیاد پر کسی کتاب و مخطوطہ کی نسبت جائز نہیں بلکہ نسبت کیلئے کم از کم مشہور یا متواتر درکار ہے۔
حضرت مولانا سجاد الحجابی صاحب فرماتے ہیں کہ کسی بھی کتاب کی نسبت اس کے مصنف کی طرف دو طریقوں سے درست ہو سکتی ہے:

"۔۔۔مصنف کی طرف اس کتاب کی نسبت تواتر یا کم از کم شہرت کی حد تک پہنچی ہو۔۔ کتاب کو مصنف سے ثابت کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے تک اس کتاب کی سند متصل محفوظ ہو، مصنف سے اس کتاب کو ان کے شاگردوں نے براہ راست ان کر، پڑھ کر، یا اجازت لیکر حاصل کیا ہو، پھر یہ سلسلہ سارے زمانوں میں تسلسل کے ساتھ قائم ہو۔"

(محاضرات فی العقیدۃ وعلم اکلام، ص ۱۰۱، مکتبۃ الحمد صوابی)

قارئین کرام! ان دونوں اصولوں کو سامنے رکھا جائے تو زغل العلم ونصیحۃ ذہبیہ کا دور دور تک امام ذہبی سے کوئی واسطہ نہیں بنتا کیونکہ تواتر یا شہرت تو دور ہماری معلومات کے مطابق اس کتاب کا تذکرہ سب سے پہلے علامہ سخاویؒ متوفیٰ ۹۰۳ھ نے اپنی کتاب "الاعلان بالتوبیخ لمن ذم اہل التواریخ " میں کیا۔ چنانچہ مفتی حنیف قریشی رضاخانی نے اس کتاب کی ذہبیؒ کی طرف انتساب کیلئے سب سے پہلے ثبوت اسی علامہ سخاویؒ کا دیا۔ (ملاحظہ ہو مناظرہ گستاخ کون؟ ص ۴۹۸۔) امام ذہبیؒ کی تاریخ وفات ۷۴۸ھ قریبا ڈیڑھ سو سال تک اس کتاب کا ذکر ہمیں تواتر ومشہور تو کیا صحیح سند کے ساتھ خبر واحد کی صورت میں بھی نہیں ملتا لہذا اصول نمبر اول سے تو اس کتاب کی نسبت امام ذہبیؒ کی طرف بالکل باطل ہے کیونکہ تواتر کیلئے شرط ہے کہ ہر دور میں اس کے نقل کرنے والے اتنے ہوں کہ ان کے جھوٹ پر اتفاق کو عقل سلیم قبول نہ کرے خیر سے اس کتاب کے اتنے نقل کرنے والے ہر دور میں تو دور پچاس بندے بھی کسی دور میں نہیں ملتے فریق مخالف نے بڑا زور لگایا تو پہلا حوالہ امام سخاویؒ کا دیا اور اس کے بعد بنا کوئی سانس لئے ایک دم چودہویں صدی کے امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ تک چھلانگ لگادی۔

دوسرا اصول تو پہلے سے بھی مشکل ہے کہ مصنف کے زمانے سے لیکر ہم تک اس کی سند متصل ہو مصنف سے اس کتاب کو ان کے شاگردوں نے براہ راست پڑھا یا اجازت لی ہو اور یہ سلسلہ اسی طرح ہمارے دور تک چلا آرہا ہو۔ اب کسی میں یہ اخلاقی، علمی جرات ہے کہ اس اصول کے تحت ہمارے سامنے تاریخ کے اس نادر باب کو کھولے کہ امام ذہبیؒ کے کس شاگرد نے ان سے یہ کتاب پڑھی، کب پڑھی کب اجازت لی پھر اس شاگرد سے کس نے پڑھی پھر اس سے؟ ھلم جرا۔

پڑھنا تو دور کی بات امام ذہبیؒ کے اولین تذکرہ نگار اور براہ راست شاگرد امام سبکیؒ نے طبقات الشافعیہ میں تفصیل کے ساتھ اپنے استاد کا تذکرہ کیا مگر اس کتاب کا دور دور تک نام ونشان نہیں نام ونشان تو کیا الٹا شاگرد اس بات پر خفا ہیں کہ میرے استاد ذھبیؒ امام ابن تیمیہؒ سے متاثر ہیں سوال یہ ہے کہ جب امام ذہبیؒ خود امام ابن تیمیہؒ کو اتنے سخت، بے ہودہ، غیر علمی غیر اخلاقی الفاظ کے ساتھ زغل ونصیحہ میں مخاطب کررہے ہوں تو خود ان کے عقائد سے کیسے متاثر ہوگئے؟ اگر یہ خط واقعی درست ہے تو ان تمام الفاظ کے اولین مصداق تو خود امام ذہبی رحمہ اللہ ہیں۔

درایۃً بھی اس کی نسبت درست نہیں

درایۃً اس خط کے جعلی ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس میں جس قسم کی گھٹیا زبان امام ابن تیمیہؒ کیلئے استعمال کی ہے امام ذہبیؒ کی دوسری تمام کتابوں کو سامنے رکھ کر اس میں امام ابن تیمیہؒ کی مدح و توصیف کو دیکھ لیا جائے تو کسی صورت یہ ممکن نہیں کہ یہ زبان امام ذہبیؒ کی ہو سکتی ہے۔

پہلے ہم اس نصیحة الذہبیہ کی چند عبارات نقل کرتے ہیں اس کے بعد ان پر تبصرہ کرتے ہیں:

(۱) اللہ کی قسم اے ابن تیمیہ ہمارے دلوں میں تمہاری طرف سے شکوک پیدا ہو گئے ہیں اندریں حالت اگر تمہارا خاتمہ ایمان پر دو جملوں کی شہادت پر ہو جائے تو یہ تمہاری بڑی سعادت ہو گی۔ بربادی اس شخص کی جو تمہاری پیروی کرے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو زندقہ اور بے دینی کیلئے پیش کر دیا ہے خاص کر وہ شخص کہ جو کم علم، بے دین خواہشات کا پجاری اور خود نمائی کا شاقی ہو۔

(۲) اے بندہ خدا! خدا کیلئے اپنی زبان کو ہماری طرف سے لگام دو بے شک تم چرب زبان اور باتونی ہو نہ تمہیں کوئی چین ہے نہ آرام اپنے دین کو مغالطہ بازی سے بچاؤ۔

(۳) اے ابن تیمیہ کیا تمہارا (گندے مسائل) سے رجوع کا وقت ابھی نہیں آیا کیا توبہ و انابت کی گھڑی ابھی تک نہیں آئی بندہ خدا تم ستر کی دہائی میں ہو موت کا وقت سر پر آن پہنچا ہے کچھ خیال کرو۔

(بحوالہ مناظرہ گستاخ کون، ص۴۹۹،۴۹۸)

اب جب ابن تیمیہؒ زندہ تھے ستر سال کی عمر میں تو اس وقت ابن تیمیہؒ کو کوس رہے تھے کہ تمہارا خاتمہ اگر معاذ اللہ محض کلمہ شہادت پر بھی ہو جائے تو اس کو بڑی نعمت سمجھو، تمہاری پیروی کرنے والا زندیق و بے ایمان ہے، انابت سے خالی ہو چرب زبان ہو۔

(۱) مگر دوسری طرف ان کی وفات کے بعد فخر سے اپنے اساتذہ و شیوخ میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهو اكبر من ان يبه على سيرته مثلي و والله لو حلفت بين الركن والمقام انى مارايت بعينيّ مثله و انه ما راى مثل نفسه لما حنثت ۔

ان کا مقام اس سے کہیں ارفع و اعلی ہے کہ مجھ جیسا شخص ان کی سیرت و فضیلت بیان کرے قسم خدا کی اگر میں خانہ کعبہ میں عین رکن و مقام کے درمیان کھڑے ہو کر قسم کھاؤں کہ نہ تو میری آنکھوں نے ان کا مثل دیکھا اور نہ خود انہوں نے اپنا ہم سا دیکھا تو میری قسم سچی ہو گی اور میرے لئے کفارہ یمین نہیں۔

(امام ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء، ص ۳۸)

امام ذہبیؒ اپنی کتاب ''معجم الشیوخ'' میں ان کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

فَرِيدُ الْعَصْرِ عِلْمًا وَمَعْرِفَةً وذَكَاءً وَحِفْظًا وَكَرَمًا وَزُهْدًا وَفَرْطَ شَجَاعَةٍ وَكَثْرَةَ تَآلِيفٍ وَاللَّهُ يُصْلِحُهُ وَيُسَدِّدُهُ، فَلَسْنَا بِحَمْدِ اللَّهِ مِمَّنْ نَغْلُو فِيهِ وَلا نَجْفُو عَنْهُ، مَا رُئِيَ كَامِلا مِثْلُ أَئِمَّةِ التَّابِعِينَ وَتَابِعِيهِمْ , فَمَا رَأَيْتُهُ إِلا بِبَطْنِ كِتَابٍ.

(معجم الشیوخ، ص ۵۶، مکتبۃ الصدیق، سعودیہ)

''یعنی اپنے زمانے میں علم، معرفت، ذکاوت، حافظے، سخاوت، زہد و تقوی، شجاعت و بہادری اور کثرت تالیف میں یکتائے زمانہ تھے۔''

کیا انابت سے خالی چرب زبان معاذ اللہ اس طرح ہوتے ہیں؟ کیا رکن یمانی کے پاس کھڑے ہو کر ان کے علم و تقوی ورع اور خوف آخرت کی قسمیں کھائی جاتی ہیں؟

(۲) امام ذہبی رحمہ اللہ نے قریبا اپنی ہر کتاب میں امام ابن تیمیہ کو ''شیخ الاسلام'' اور قریباً درجن بھر القابات سے نوازتے ہیں جب ان کا تذکرہ کرتے ہیں مگر اس زغل و نصیحہ میں انہیں ''يقال له ابن تيميه'' جیسے عامیانہ الفاظ میں یاد کرتے ہیں۔

مولانا سجاد الحجابی صاحب الابانہ میں تحریف کی ایک دلیل یہ دیتے ہیں کہ اس میں امام ابو حنیفہؒ کی طرف خلق قرآن کی نسبت کی گئی ہے:

''تو یہ بات بھی غلط ہے اس لئے کہ یہ قول کسی اور کتاب میں منقول نہیں ہے دوسرا یہ کہ امام صاحبؒ کا فتوی خلق قرآن کے قائل کے بارے میں بہت سخت ہے''۔

(محاضرات، ص۱۱۵)

سوال یہ ہے کہ امام اشعریؒ کی متداول کتاب محض اس لئے کالعدم ہے کہ اس میں امام صاحبؒ کی طرف ایک ایسے عقیدہ کی نسبت کی گئی ہے جو کسی کتاب میں منقول نہیں تو امام ذہبیؒ کی طرف منسوب اس نصیحت کے جعلی ہونے کی اس سے بڑی اور کیا دلیل ہوگی کہ جس قسم کے عقائد، نظریات، ہفوات امام ذہبیؒ نے امام ابن تیمیہؒ کی طرف منسوب کئے ہیں اور جس گھٹیا انداز سے ان کا تذکرہ کیا ہے امام ذہبیؒ کی دیگر متداول کتب میں اس کا دور دور تک وجود نہیں بلکہ امام ابن تیمیہؒ کی وفات کے بعد بھی امام ذہبیؒ کا قلم امام ابن تیمیہؒ کے تعریفوں سے رطب اللسان ہے مثلاً تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں:

وقد انفرد بفتاوی نیل من عرضه لاجلها و هی مغمورة فی بحر علمه فالله تعالی یسامحه و یرضی عنه فما رائت مثله و کل احد من الامة فیوخذ من قوله و یترک فکان ماذا؟

(تذکرۃ الحفاظ، ص۱۹۲، ج۳)

ان کے تفردات ان کے علمی سمندر میں چھپ گئے پس اللہ تعالی ان سے درگزر کرے اور ان سے راضی ہو جائے میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا تاہم ہر انسان کی بات کو لیا بھی جاسکتا ہے اور رد بھی تو شیخ الاسلام کون ہیں کہ ان کی تمام باتوں کو لیا جاسکے۔

اسی کتاب میں ان کے متعلق لکھتے ہیں ”رویت له منامات حسنة “ان کے متعلق اچھے خواب دیکھے گئے۔

اسی کتاب میں ان کو یوں یاد کرتے ہیں:

ابن تیمیة الشیخ الإمام العلامة الحافظ الناقد الفقیه المجتهد المفسر البارع شیخ الإسلام علم الزهاد نادرة العصر

عجیب بات ہے کہ خط کے مندرجات میں ابن تیمیہؒ کو معاذ اللہ بدعتی، ان کے پیروؤں کو زندیق، مرتے وقت اگر کلمہ بھی نصیب ہو جائے تو بڑی بات سمجھنا، نفس کا پجاری معاذ اللہ، یہاں تک اس خط میں لکھا کہ میں کئی سالوں تک ان کو پرکھنے میں لگا رہا کہ یہاں تک کہ تھک گیا بے پناہ گھمنڈی، تکبر یہاں تک کہ لوگوں کو اس سے نفرت ہوگئی اور اسے جھوٹا اور کافر کہنے لگے۔ (مناظرہ گستاخ کون، ص۴۹۷،۴۹۶)

مگر تعجب کہ یہی ذہبیؒ وفات کے بعد جب ان کا تذکرہ کرتا ہے تو انہیں یکتائے زمانہ، زھد و تقوی کی نشانی قرار دیتا ہے۔
ایک طرف یہ الفاظ دوسری طرف یہی ذہبیؒ اُن کی وفات کے بعد تذکرہ کرتا ہے تو کہتا ہے:

"علم کا سمندر تھا گنے چنے اذکیا میں سے تھا یکتا زمانہ زاہدوں میں سے تھا بہادروں کا سردار اور سخیوں کا سخی تھا۔"

(تذکرۃ الحفاظ، ج۴، ص ۱۹۲)

(۳) ایک طرف وفات کے بعد یہ تعریفوں کے پل دیکھیں دوسری طرف اس جعلی خط میں یہ ظالمانہ اور بے ہودہ الفاظ دیکھیں:

"ان تفردات کے اختیار کرنے سے قبل ان کا چہرہ نورانی اور روشن تھا اس پر سلف صالحین کے آثار نظر آتے تھے پھر وہی چہرہ سیاہ اور بے نور ہو گیا"۔ (معاذ اللہ)

(مناظرہ گستاخ کون، ص ۴۹۷)

یہاں تو معاذ اللہ تفردات سے چہرے کی نورانیت ختم ہو گئی اس پر سلف و صالحین کے آثار ختم ہو گئے مگر دوسری طرف تذکرۃ میں یہی ذہبیؒ کہتے ہیں کہ ان کے تفردات ان کے علم کے سمندر میں کہیں کھو گئے ہیں اس لئے یہ پھر بھی یکتائے زمانہ و نادر روقت تھے۔

صرف ذہبیؒ ہی نہیں ہم چیلنج کرتے ہیں کہ اسلاف میں سے کسی مستند شخصیت کا نام بتاؤ جس نے ان تفردات کی بنیاد پر معاذ اللہ ابن تیمیہؒ کے چہرے کو سیاہ قرار دیا ہو جبکہ ہم بیسیوں حوالے دکھانے کو تیار ہیں کہ جس میں ان تفردات کے باوجود ابن تیمیہؒ کو مجتہد مان کر ان تفردات پر بھی ان کیلئے ایک اجر کا اقرار کیا۔ صرف ایک حوالہ ہم اس موقع پر نقل کرتے ہیں۔ بریلوی شیخ الاسلام مولانا ابوالحسن زید فاروقی صاحب نقل کرتے ہیں:

"علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی صاحب فضل و کمال تھے علامہ ابن تیمیہ کے شذوذات اور تفردات سے متنفر تھے۔ انہوں نے رسالہ "الرد الوافر" کی تقریظ لکھی اس میں علامہ ابن تیمیہ کے متعلق جو رائے قائم کی ہے نہایت درست اور انصاف پر مبنی ہے تحریر فرماتے ہیں:

مع ذالک فهو بشر یخطیٔ و یصیب فالذی اصاب فیه وهو الاکثر یستفاد عنه و یترحم علیه بسببه والذی اخطا فیه لایقلد فیه بل هو معذور

(ان تمام فضائل اور علم و کمالات کے ہوتے ہوئے ابن تیمیہ ایک بشر ہیں جو خطا بھی کرتا ہے اور صواب پر بھی رہتا ہے جن مسائل میں وہ صواب پر رہے ہیں وہ زیادہ ہیں ان سے استفادہ کیا جائے اور ان کی وجہ سے ابن تیمیہ کے واسطے رحمت کی دعا کی جائے (رحمۃ اللہ علیہ) اور جن مسائل میں ان سے خطا ہوئی ہے، ان مسائل میں ان کی پیروی نہ کی جائے وہ ان مسائل میں معذور ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کی اس رزین و متین رائے کا میں قدر دان ہوں کسی نے خوب کہا ہے انما یعرف الفضل ذووہ دانش و بینش کی قدر خداوندان دانش و بینش ہی کرتے ہیں"۔

(علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علما، ص ۱۲۴، ۱۲۳ اشاہ ابوالخیر اکیڈمی دہلی)

اس حوالے کے بعد اہل بدعت کیلئے کوئی جائے پناہ بچی ہے؟

(۴) ذہبیؒ کی طرف منسوب اس جعلی نصیحت میں یہ بھی ہے:

"مصر وشام میں دیکھا کہ لوگوں کو اس سے نفرت ہو گئی اور انہوں نے انہیں جھوٹا اور کافر کہنا شروع کر دیا"۔ (مناظرہ گستاخ کون، ص ۴۹۷)

حالانکہ امام ابن تیمیہؒ کے ایک اور شاگرد امام ابن کثیرؒ امام ابن تیمیہؒ کے جنازہ اور لوگوں کی ان سے محبت کا حال یوں بیان کرتے ہیں:

"پورا شہر ان کے جنازے میں امڈ آیا تھا۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اہل علم میں سے میرے علم میں کوئی ایسا نہیں جو ان کے جنازے میں شریک نہ ہوا ہو۔ جامع اموی میں سجدہ کرنے کیلئے لوگوں کو جگہ نہیں مل رہی تھی۔ عورتیں گھروں کی چھتوں پر کھڑی ہو کر یہ مناظر دیکھ رہی تھیں اور رو رو کر ان کی مغفرت کی دعائیں مانگ رہی تھیں۔ امام ابن تیمیہؒ کے سر و گلے میں باندھے ہوئے کپڑے پانچ سو، ڈیڑھ سو دراہم میں لوگوں نے خریدے، دن رات لوگ ان کی قبر مبارک پر زیارت کیلئے

آتے، حیات قرآن کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ کئی لوگوں نے خواب میں ان کو اچھی حالت میں دیکھا۔

جنازے میں ایک زوردار طریقے سے چیخنے والا یوں چیخ کر بولا

هَكَذَا تَكُونُ جَنَائِزُ أَئِمَّةِ السُّنَّةِ

”اہل السنۃ کے اماموں کے جنازے ایسی ہی شان والے ہوتے ہیں“

یہ آواز سن کے بے اختیار لوگ داڑھیں مار مار کر رونے لگے۔ (ملخصا تاریخ ابن کثیر)

اب ہم امام ذہبیؒ کے اس خط کو سچا مانیں، تذکرۃ الحفاظ والے ذہبیؒ کو سچا مانیں یا امام ابن کثیر کو؟ غرض اگر اس جعلی خط کو بیچ میں سے نکال دیا جائے تو امام ذہبیؒ بھی اپنی جگہ سچے ہو جائیں گے اور امام ابن کثیرؒ بھی۔

(۵) ایک طرف تو امام ذہبیؒ بقول آپ کے نصیحۃ الذہبیہ میں اپنے استاد کو سخت وسست کہہ رہے ہیں مگر دوسری طرف ان کے استاد علامہ تقی الدین سبکیؒ جنہوں نے تحریری طور پر امام ابن تیمیہؒ کے متعلق ایک مضبوط کام کیا باقاعدہ خط لکھتے ہیں کہ تم نے میرے استاد کے خلاف یہ محاذ کیوں کھولا ہوا ہے؟ اور کیوں ان کی توہین و تحقیر میں کوشاں ہو تو اس کے جواب میں علامہ سبکی تحریر فرماتے ہیں:

”أما قَول سَيِّدي فِي الشَّيْخ تَقِيِّ الدِّين فالمملوك يتَحَقَّق كَبِير قدره وزخارة بحره وتوسعه فِي الْعُلُوم النقلية والعقلية وفرط ذكائه واجتهاده وبلوغه فِي كل من ذَلِك الْمبلغ الَّذِي يتَجَاوَز الْوَصْف والمملوك يَقُول ذَلِك دَائِما وَقدره فِي نفسير أكبر من ذَلِك وَأجل مَعَ مَا جمعه الله لَهُ من الزهادة والورع والديانة ونصرة الْحق وَالْقِيَام فِيهِ لَا لغَرَض سواهُ وحرية على سنَن السّلف وَأَخذه من ذَلِك بالمأخذ الأوفى وغرابة مثله فِي هَذَا الزَّمَان بل فِيمَا مضى من أزمان

(الدرر الکامنۃ، ج ا، ص ۱۸۷،۱۸۶)

میرے آقا علامہ ذہبی نے شیخ تقی الدین (شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ) کے متعلق جو کچھ لکھا تو بندہ ان کی قدر ان کی بڑائی ان کے تبحر کی بے پایائی اور علوم نقلیہ و عقلیہ میں ان کی وسعت اور ان کی ذکاوت و فراوانی اور ان کی کوششوں کا بلکہ ان کے تمام اوصاف میں ان کی رسائی کا اس حد تک

قائل ہے کہ حد بیان سے خارج ہے بندہ اس کا بیان ہمیشہ کرتا رہتا ہے اور بندہ کے دل میں ان کی قدر اس سے کہیں زیادہ ہے اور پھر جبکہ ان اوصاف کے ہوتے ہوئے اللہ تعالی نے ان کو مزید خوبیاں عنایت کر دی ہیں۔ جیسے زہد، ورع، دیانت،، حق کی تائید اور حق کیلئے اس پر قائم رہنا اور حق کے سوا کوئی غرض نہ رکھنی اور سلف کے طریقہ کو پوری طرح اپنانا اور اس پر قائم رہنا ایسے شخص کو مثل نہ صرف اس زمانے میں بلکہ زمانوں سے ناپید ہے۔"

اللہ اکبر! علامہ سبکی کی السیف الصیقل تو پیش کی جاتی ہے کہ امام ابن تیمیہؒ کو گمراہ کر دیا مگر اس خط کا ذکر کیوں نہیں کیا جاتا؟۔ غرض تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو خود بقول یار لوگوں کے امام ذہبی اپنے خط میں معاذ اللہ ابن تیمیہ کو گمراہ ان کے چہرے کو سیاہ لکھ رہے ہیں دوسری طرف ان کے خلاف کتابیں لکھنے والوں کو ڈانٹ رہے ہیں کہ تم نے کیوں امام ابن تیمیہؒ کا رد کیا؟ تو سبکی جواب میں کہتے ہیں زہد و ورع اور دیانت و حق گوئی میں ان کے مثل کوئی نہ تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا معاذ اللہ ایسے شخص کے چہرے سے نور ختم ہو جاتا ہے؟ آثار سلف سے خالی ہو جاتا ہے؟ جیسا کہ ذہبیؒ کے اس جعلی خط میں بتایا جا رہا ہے۔ اس خط سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سبکیؒ نے امام ابن تیمیہؒ کے خلاف جو کچھ لکھا تھا اس سب سے رجوع کر چکے تھے۔ الحمد للہ

یہاں یہ سوال بھی ہے کہ امام سبکی امام ذہبی کو یہ کیوں نہیں فرما رہے ہیں کہ مجھے کیوں ان باتوں پر کوس رہے ہیں؟ جبکہ آپ نے اپنے خط میں اپنے استاد کیلئے جو کچھ لکھا ایک شریف آدمی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

(۶) یار لوگوں نے کہا کہ سخاوی نے الاعلان بالتوبیخ ص۱۳۶ پر اس خط کا تذکرہ کیا ہے۔ تو محترم آپ نے یہ حوالہ دیکر کوئی بڑا تیر نہیں مار لیا اس سے پہلے رضاخانی مناظرہ مفتی حنیف قریشی صاحب بھی یہ کہہ چکے ہیں کہ:

"علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن تیمیہ کو ایک خط لکھا یہ خط علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب السیف الصیقل کے آخر میں النصیحۃ الذہبیہ کے عنوان سے موجود ہے اور اس کے علاوہ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۰۳ھ کی کتاب "الاعلان بالتوبیخ" میں بھی اس کا ذکر موجود ہے"۔

(مناظرہ گستاخ کون، ص۴۹۸)

رضاخانیوں کیلئے تو پیچھے خان صاحب بریلوی کا حوالہ گزر چکا کہ کسی کی طرف کوئی قول منسوب کرنے کیلئے تواتر یا سند معتبر ورنہ مردود علی القائل ہے۔ علامہ سخاوی اور امام ذہبی کے درمیان یا تو اس باب میں سند متصل پیش کریں یا کم از کم مشہور و متواتر کا ثبوت دیں۔

باقی یار لوگوں کی خدمت میں عرض ہے کہ ہم نے اپنے مضمون میں وضاحت کی تھی کہ کتاب کو کسی کی طرف منسوب کرنے کے دو طریقے ہیں تواتر یا سند متصل سخاوی امام ذہبی کے سو سال سے زائد عرصہ کے بعد آئے لہذا سند منقطع ہے اور مولانا شیخ سجاد الحجابی صاحب مد ظلہ العالی فرماتے ہیں:

> امام اشعری کی تصانیف کے بارے میں علمانے لکھا ہے کہ ان کی تمام کتب ہم تک صحیح سند کے ساتھ نہیں پہنچیں اس لئے ان پر پورا اعتماد بھی نہیں کیا جا سکتا"۔

(محاضرات، ص ۱۱۴)

اس مسئلہ میں ہم سے اختلاف رکھنے والوں میں روز قیامت پر ایمان رکھنے والا کوئی ایسا عالم ہے جو امام ذہبیؒ کی طرف منسوب اس کتاب کی صحیح سند پیش کر کے ہمارے علم میں اضافہ کر سکے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو قاعدہ مصرح ہے کہ "اعتماد نہیں کیا جا سکتا"۔

ہم نے اپنے مضمون میں ببانگ دہل یہ کہا تھا:

> "کوئی مائی کا لعل امام ذہبیؒ کے تذکروں میں اس کتاب کا ثبوت نہیں دے سکتا اس کتاب کا انکشاف سب سے پہلے امام کوثری پر ہوا"۔

اس عبارت میں موجود سختی کو ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن یہ صرف تنگ آمد بجنگ آمد کے طور پر ہے اس مضمون کا پس منظر جن کو معلوم ہے وہ اب بھی اسے ہماری طرف سے بہت کم سختی سمجھیں گے۔ بہر حال کیا ہی بہتر ہو تا کہ ذہبی کے اول تذکرہ نگاروں میں اس کا ثبوت دیا جاتا رہی امام کوثریؒ پر انکشاف تو بالکل مکمل کتاب کا انکشاف تو سب سے پہلے امام کوثریؒ پر ہی ہوا ہے سخاویؒ نے محض ایک اقتباس نقل کیا ہے۔ یار لوگ ہمت کریں اور بتائیں کہ امام کوثریؒ سے پہلے یہ کتاب کہاں کدھر چھپی؟ کن کن علماء کے درمیان متداول رہی ہے۔

مزے کی بات ہے کہ الابانۃ کے جعلی ہونے کیلئے سب سے مضبوط دلیل یہ پیش کی کہ اس میں ہے و ان له سبحانه عينين بلا كيف کہ اس میں عینین تثنیہ کے ساتھ ہے جبکہ تبیین الکذب المفتری میں جو الابانہ کی عبارت نقل ہے اس میں ''و ان له عينا بلا كيف ''

حالانکہ ہمیں یہ عبارت شیخ زاہد کوثری رحمہ اللہ کا اپنا اجتہاد لگتا ہے کیونکہ شیخ عدنان شرفاوی کی تحقیق کے ساتھ اب تک کا ''تبيين الكذب المفترى ''کا جو نسخہ دارالتقوٰی دمشق سے شائع ہوا جسے بعد میں پاکستان میں بھی شائع کیا گیاہے جس میں قریبا اس کتاب کے ۶ مخطوطات کو سامنے رکھا گیا شیخ کوثری کی تعلیقات کو بھی سامنے رکھا گیا اس میں الابانۃ کی جو عبارت پیش کی گئی ہے وہ یوں ہے:

''و انكروا ان يكون له عينان مع قوله تعالى تجرى باعيننا ولتصنع على عينى ''

(تبیین الکذب لامفتری، ص۳۱۶)

معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے کہ اللہ کیلئے عینین ہے حالانکہ خود قرآن میں اس کا ثبوت یوں ہے الخ (ملخصا)

کتاب کے محقق نے اسے تحریف نہیں کہا بلکہ کمال یہ کیا کہ کہا کہ:

''اسی تثنیہ کے ساتھ امام اشعری کی مقالات الاسلامیین ص۲۱۷ میں بھی موجود ہے''۔

آگے پھر اسی الابانۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''ان له عينين بلا كيف ''

(تبیین الکذب المفتری، ص۳۱۹)

بہر حال یہ اس وقت ہمارا موضوع نہیں اگر محض ایک لفظ سے پوری کتاب الابانۃ کو مشکوک قرار دیا جاسکتا ہے تو آخر امام ذہبی کی متداول کتب میں موجود امام ابن تیمیہ کے متعلق نظریات، عقیدت کی بنیاد پر اس بے سند خط کو جعلی اور کسی بے دین کی دسیسہ کاری کیوں نہیں کہا جاسکتا؟

(۷) (نمبرے سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ صاحب اس سے آگے بھی لکھنا چاہ رہے تھے کاش کہ وہ اس علمی مضمون کو مکمل کر سکیں تو امت کا بڑا علمی فائدہ ہو جائے گا بہر حال من لم يحصل كله لم يترك بعضه کے تحت جو ملا ہم

نے شائع کر دیا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی "فیض الباری" میں بھی اس خط کو تسلیم کیا گیا ہے تو فیض الباری میں تو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی طرف "قدم عالم" کا کفریہ قول بھی منسوب کیا گیا ہے یہ کیوں تسلیم نہیں؟ علامہ نقشبندی صاحب لکھ چکے ہیں "امالی انور شاہ کشمیریؒ" میں کہ فیض الباری میں سب کچھ حضرت شاہ جی کا نہیں بہت کچھ ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

رہی بات امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ کی تو انہوں نے اس باب میں امام زاہد کوثری رحمہ اللہ پر اعتماد کیا ہے اور محض الزاماًوہ حوالے پیش کئے ہیں۔ جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ خود امام اہل سنت امام ابن تیمیہ کو کان من اکابر اولیا هذه الامة قرار دیتے ہیں حالانکہ ذہبی کے خط میں تو معاذ اللہ ابن تیمیہ کو گھمنڈی، متکبر، زندیق، گمراہ کہا گیا ہے کیا یہ امت کے اولیا اللہ کی نشانیاں ہوتی ہیں؟

آخری بات اگر شیخ زاہد کوثری رحمہ اللہ کی ہر تحقیق وبات کو منزل من اللہ ماننا ہے تو شیخ زاہد کوثری رحمہ اللہ تو عقیدۃ وحدۃ الوجود کو کفریہ عقیدہ کہتے ہیں ابن عربی کی کھال اس عقیدہ کی بنا پر اتارتے ہیں اسے کیوں نہیں مانتے؟ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو فلسفی اور احناف کا دشمن ثابت کرنے پر پورا مقالہ لکھا ہے جو مرقاۃ مکتبہ امدادیہ ملتان کی جلد اول میں چھپی ہے اسے کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ تانیب الخطیب میں خطیب بغدادی پر جو بد فعلی کا گھٹیا الزام لگایا اسے تسلیم کیوں نہیں کرتے؟ پس اس سب کے بعد بھی اگر امام کوثریؒ امام کوثریؒ ہیں اور آپ کی دیوبندیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا تو اس باب میں امام کوثریؒ کی تحقیق کا انکار کرنے سے ہم پر بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا علم کلام وتردید ابن تیمیہ میں امام کوثری رحمہ اللہ متعصب تھے اور متعصب کی جرح قابل قبول نہیں۔